متبادل ماں (یا کرایہ پر حاصل کردہ رحم)
اسلامی نقطۂ نظر سے

(قسطِ دوم)

ڈاکٹر عارف علی عارف

ترجمہ: صفدر زبیر ندوی

انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی، ملیشیا

باپ کی طرف سے نومولود کا نسب:

اس مسئلہ کے محققین علماء میں دو فریق ہیں:

فریق اول: ان حضرات کی رائے یہ ہے کہ باپ کی طرف سے نومولود کا نسب رحم والی عورت کے شوہر سے ثابت ہوگا، باوجود اس کے کہ ان دونوں کے درمیان کوئی جینیاتی تعلق نہیں پایا جاتا ہے، اور وہ بچہ مادہ منویہ والے شوہر کے تابع نہیں ہوگا۔ ان حضرات کا استدلال یہ ہے کہ:

صحیح حدیث میں جسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے، حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''الولد للفراش وللعاھر الحجر'' (بچہ صاحب فراش (یعنی) شوہر کا ہوگا اور زانی کے لئے پتھر ہے) (۴۲)، یہ حدیث اس قضیہ کے حکم کے سلسلہ میں صریح ہے، اور یہ قواعد شرعیہ کا ایک عام اور کلی اصول ہے جس کے ذریعہ حرمت نکاح کی حفاظت مقصود ہے، جواز اور عدم جواز کے اعتبار سے نسب ثابت کرنے کے طریقہ کی حفاظت بھی کرنا ہے۔ میاں بیوی کے لقیحہ کی کاشت کے نتیجہ میں شوہر والی متبادل ماں جب حاملہ ہوئی تو اس حمل کی نسبت شوہر اور اس کی اس بیوی کی طرف ہوگی جو اس جنین کے لئے حاملہ ہوئی اور اسے جنم دیا، اور لقیحہ والی عورت اور اس کے شوہر کا اس مولود سے کوئی تعلق نہ ہوگا، اس قضیہ کے وقوع کے سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ نے یہی فیصلہ دیا، پس آپ ﷺ کے فیصلہ کے بعد کسی کا کوئی فیصلہ نہیں (۴۳)، اس حدیث کا پس منظر اس کی تفسیر کرتا ہے،

بخاری کی روایت ہے کہ زمعہ کی باندی کے بچہ کے سلسلے میں سعد بن ابی وقاص اور عبد بن زمعہ کا مقدمہ حضورﷺ کے پاس پیش ہوا (۴۴)، حضرت سعد نے کہا: یہ بچہ میرے بھائی عتبہ کا بیٹا ہے، اس نے مجھ سے عہد کیا کہ زمعہ کی باندی کا بیٹا میرا ہے۔ لہذا تم اسے اپنے قبضہ میں کرلو تو میں نے اس کو اپنے قبضہ میں کرلیا۔ عبد بن زمعہ نے کہا کہ: یہ میرا بھائی ہے، میرے باپ کی باندی کا بیٹا ہے اور میرے باپ کے فراش پر پیدا ہوا ہے، تو رسول اللہﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ھو لک یا عبد بن زمعۃ، الولد للفراش وللعاھر الحجر، واحتجبی منہ یا سودۃ''۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ بچہ ظاہری حکم کے مطابق حضرت سودہ کا سوتیلا بھائی ہے آپﷺ نے حضرت سودہ کو اس سے پردہ کرنے کا حکم فرمایا، کیونکہ آپﷺ نے اس بچہ کی عتبہ سے مشابہت کو محسوس کیا تھا۔

میری رائے یہ ہے کہ:

جنین کے مأخذ کے سلسلہ میں جب قطعی اور یقینی علم حاصل ہوگیا کہ بچہ رحم والی عورت کے شوہر کا نہیں ہے تو مولود اس سے منسوب نہیں کیا جائے گا، اس لئے کہ وہ اس سے نہیں ہے، زوج سے نسب ثابت کرنے کی صورت یہ ہے کہ بچہ کی تخلیق اسی کے نطفہ سے ہو، جیسا کہ کسی شخص نے شادی کی اور اس کی بیوی نے چھ مہینے سے کم مدت میں بچہ کو جنم دے دیا، یا کسی نابالغ لڑکے کی بیوی نے بچہ کو جنم دیا، تو بالا جماع بچہ کی نسبت شوہر سے ثابت نہیں ہوگی، اور اگر ظاہر کے مطابق مولود کی نسبت اس کی طرف کی جائے اور وہ یقینی طور پر یہ جانتا ہو کہ یہ بچہ اس سے نہیں ہے تو اس پر اس بچہ کی نفی کرنا واجب ہے (۴۵)، اس لئے کہ ایسا بچہ جو اس کا نہیں ہے اپنے سے منسوب کرنا حرام ہے (۴۶)، اور اسی بنیاد پر ایسی صورت میں مولود رحم والی عورت کے شوہر سے منسوب نہیں ہوگا، اس لئے کہ اس بچہ کا لقیحہ اس عورت کے رحم کے خارج میں تیار ہوا ہے، اور ایسے بویضہ سے جو اس کا نہیں ہے، اور ایسے نطفے سے جو اس کے شوہر کا نہیں ہے، لہذا حمل قرار پانے والا بچہ یقینی طور پر اس کا نہیں ہے، اور نہ ان دونوں کے درمیان کوئی جینی تعلق ہے، چنانچہ مولود کی نسبت اس کی طرف کرنا قطعاً جائز نہیں ہوگا، اگر ظاہر کو دیکھتے ہوئے اس کی طرف نسبت کر بھی دی جائے تو اس پر اس کی نفی واجب ہو گی (۴۷)۔ اور جہاں تک نص حدیث کا مسئلہ ہے تو اس کا حکم ایسی حالت میں ہے جبکہ جنین کے سلسلہ میں شک ہو، اور اس کے ماخذ کے سلسلہ میں کوئی قطعی اور یقینی علم حاصل نہ ہو سکے تو ایسے وقت مولود کی نسبت صاحب فراش کی طرف کی جائے گی، جب تک شوہر اس کی نفی نہ کرے، جیسا کہ

امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا سن ولادت ۱۵۰ ہجری اور سن وفات ۲۰۴ ہجری ہے ☆

رسول اللہ ﷺ کا قول ہے:"الولد للفراش وللعاھر الحجر"۔ اسی طرح اگر کوئی شادی شدہ عورت زنا کا ارتکاب کرلے اوراس کے نتیجے میں وہ حاملہ ہو جائے، اور حمل ممکن ہے اس فعل حرام سے ہو، اور اس کا بھی احتمال ہے کہ یہ حمل شوہر کا ہو، تو ان جیسے حالات میں اس حدیث کے تحت فیصلہ ہوگا۔

فریق ثانی: ان حضرات کی رائے یہ ہے کہ مولود کی نسبت اس کے باپ یعنی بویضہ والی عورت کے شوہر کی طرف ہوگی، جس کے نطفے سے اس کی بیوی کے انڈے کو بارآور کیا گیا، اور اس کی نسبت رحم والی عورت کے شوہر کی طرف نہیں ہوگی (۴۸)، اس لئے کہ یہ صورت اس اساس پر مبنی ہے کہ لقیحہ اس عورت کے انڈے سے تیار ہوا ہے جسے اس کے شوہر کے نطفہ سے بارآور کیا گیا ہے، پھر تلقیح کے بعد دوسری عورت کے رحم میں اس لقیحہ کی کاشت کی گئی، جبکہ جنین ایسے مرد وعورت کے نطفہ اور انڈے سے وجود میں آچکا ہے جن کے درمیان صحیح شرعی نکاح ہوا ہے، اور جب تک یہ صورتحال رہے جنین ان ہی دونوں کی طرف منسوب ہوگا، اس صورت کے حرام ہونے سے لڑکے کی اس کے والدین کی طرف نسبت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا، کیونکہ تحریم کی صورت جنین کے وجود میں آجانے کے بعد تبرعاً پیش کرنے والی عورت کے رحم کو استعمال کرنے کی وجہ سے پیش آئی ہے، جس کا استعمال کرنا شرعی طور پر درست نہیں ہے، اس کی بنیاد پر جنین کی اصل تخلیق میں تحریم کا کوئی دخل نہیں ہے، حرمت صرف غذا فراہم کرنے کے اس طریقہ میں ہے جس پر اس جنین کی نشو ونما اور تکمیل منتج ہے، اور میں یہ بات اس کی روشنی میں کہتا ہوں جسے سائنس نے ثابت کیا ہے: وہ یہ کہ جنین کی کاشت کے بعد وہ رحم متبرع سے غذا کے علاوہ کچھ حاصل نہیں کرتا، لیکن موروثی صفات وہ نطفہ والے اور بویضہ والی سے ہی حاصل کرتا ہے (۴۹)، پس یہ جنین اس بچہ کی طرح ہے جس کے والدین نے اسے حرام غذا کھلائی ہو اور وہی کھا کر وہ بڑا ہوا ہو، تو اس فعل کی وجہ سے وہ دونوں گنہگار ہوں گے، لیکن اس کی وجہ سے ان کے بیٹے کا نسب ان سے منقطع نہیں ہوگا۔

ایک تیسرے فریق کی رائے ہے کہ بویضہ والی عورت کے لئے کچھ نہیں ہے، اس کا بویضہ رائیگاں گیا (۵۰)۔

اس رجحان کے حامیوں نے زمعہ کی باندی کے لڑکے والے واقعہ کو دلیل بنایا ہے، وہ یہ واضح ہو جانے کے باوجود کہ یہ زمعہ کا بیٹا نہیں ہے رسول اکرم ﷺ نے اسے زمعہ کا بیٹا قرار دیا، اور "الولد للفراش" والا حکم نافذ کیا، چنانچہ سائنسی واقعاتی حقیقت کوئی ضروری نہیں کہ وہ شرعی حقیقت بھی

☆امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سن ۹۳ ہجری میں اور وفات ۱۷۹ ہجری میں ہوئی☆

ہو، لہذا شریعت ظاہر پر حکم لگاتی ہے اور حقیقت کا علم اللہ کو ہے، آخری بات یہ ہے کہ اکثر حالات میں یہاں مادہ منویہ یا بیج ڈالنے والے مرد کی اپنی بھی کبھی کوئی حیثیت نہیں ہے، اس کے لئے ضروری ہے کہ صحیح شرعی فراش پایا جائے (۵۱)

اس کلیہ کا جواب ہم نے پہلی صورت میں دے دیا ہے، اور ہمارے ساتھ جو صورت ہے وہ زمعہ کے قصہ سے مختلف ہے، اسلئے زمعہ والے قصہ میں جنین ایک ایسی صورت کے بویضہ اور ایک ایسے مرد کے نطفہ سے وجود میں آتا ہے جن کے درمیان نکاح نہیں پایا جاتا بلکہ بچہ کا وجود زنا کے نتیجہ میں ہوا ہے اور جب تک اسطرح کی صورتحال رہے گی جنین کی نسبت اس مرد کی طرف نہیں کی جائیگی۔

لیکن ہمارے ساتھ جو صورت ہے وہ یہ کہ جنین کا وجود ایسی عورت کے بویضہ اور ایسے مرد کے نطفہ سے ہوا ہے جن کے درمیان صحیح شرعی نکاح پایا جاتا ہے، اور جب تک یہ صورت برقرار رہے گی جنین ان ہی دونوں کی طرف منسوب ہوگا ، اور اس صورت کے حرام ہونے کا لڑکے کا اپنے والدین کی طرف منسوب ہونے پر کوئی اثر نہیں پڑے گا ، اسلئے کہ حرمت جنین کے وجود میں آجانے کے بعد کرایہ والے رحم کے استعمال کی وجہ سے لاحق ہوئی ہے، کیونکہ رحم کو اس طرح استعمال کرنے کی شرعاً اجازت نہیں ہے، اس بنیاد پر ہم کہتے ہیں کہ حرمت کا دخل جنین کی اصل تخلیق میں کچھ بھی نہیں ہے کیونکہ حرمت اس کو غذا فراہم کرنے کے طریقہ کی وجہ سے آئی ہے جس سے اس جنین کی نشو ونما اور اس کی تکمیل منتج ہوتی ہے، جیسا کہ اس سے پہلے ہم نے ذکر کیا۔

ایک دوسری رائے بھی ہے (۵۲) ، وہ یہ کہ مولود کی نسبت سے دونوں قسم کی عورتوں میں سے کسی کو بھی ماں کا درجہ نہ دیا جائے۔

ایک اور رائے یہ ہے کہ یہ دونوں عورتیں رضاعی ماں کی طرح ہوں گی ، اس لئے کہ پہلی عورت کے انڈے سے اس کی تخلیق ہوئی اور دوسری عورت سے اس نے غذا حاصل کی۔ (۵۳)

دنیاوی قانون میں اس موضوع پر مباحثہ برقرار رہے گا، اس لئے کہ ان حضرات کا اس قضیہ کے سلسلہ میں کسی حتمی اور آخری نتیجہ پر اتفاق نہیں ہوسکا۔ مغربی ممالک میں ایک شدید رجحان یہ ہے کہ قانونی ماں کا درجہ متبادل ماں کو دیا جائے، جیسا کہ ریاست ورجینیا میں ہے، نیز انگلش قانون میں بھی یہی ہے۔ لیکن ریاست کیلی فورنیا میں بویضہ والی عورت کو ماں کا درجہ دیا جاتا ہے اور یہی بچہ کی قانونی ماں ہوتی ہے۔ یہودی شریعت میں متبادل ماں پر معاملہ کرنے کی اجازت نہیں ہے، چنانچہ

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ: امام مالک اور سفیان بن عیینہ نہ ہوتے تو حجاز سے علم رخصت ہو جاتا

والدین میں سے جو کوئی اس عمل کو انجام دے گا وہ بغیر بچہ کے باقی رہیں گے، اور یہودی وہ ہے جس کی ماں کوئی یہودی عورت ہو، ان کے نزدیک ماں وہی ہوگی جو حاملہ ہو اور بچہ جنے۔ یہاں ایک دوسرا رجحان بھی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ کسی ایسی یہودی ماں کے بویضہ سے پیدا ہونے والے بچے کو یہودی تصور کیا جائیگا جسے کسی غیر یہودی ماں کے رحم میں رکھ دیا گیا ہو، آرتھوڈوکس کنیسہ کرایہ والے رحم کو اچھا نہیں کہتا، اور اسے انسانی فطرت کے مخالف شمار کرتا ہے۔ اٹلی کا قانون تلقیح شدہ بویضہ کی کاشت کیلئے کسی عورت کے رحم کو اجرت پر لینے کو ممنوع قرار دیتا ہے، لیکن کسی ایسے وقت قابل قبول سمجھتا ہے جبکہ کسی انسانی ہمدردی کی صورت میں ہو، اور جبکہ والدین متعین ہوں اور وہ بقید حیات ہوں، اور اس بات کا انکار نہیں کیا جا سکتا کہ یہاں کچھ ایسی ایجنسیاں ہیں جو اس قضیہ کو لے کر تجارت کا معاملہ کرتی ہیں (۵۴)۔

ایک آدمی کو یہ سوال کرنے کا حق ہے کہ:

جب اللہ تعالیٰ نے کسی انسان کو بانجھ پن کی بیماری میں مبتلا کر دیا تو کیا اس کا علاج کرنا اللہ تعالیٰ کے اس قول "ویجعل من یشاء عقیما" (شوری/۵۰) کی بنیاد پر اللہ کی مخلوق میں اس کے رائج طریقہ کے خلاف اور اللہ کی خلقت میں دخل اندازی نہیں ہے؟

یہ ظاہر ہے کہ بانجھ پن ایک مرض ہے، اور یہ فطری امر کے خلاف ہے، جبکہ مبیض (انڈا دانی) صحیح سالم ہو، لیکن رحم میں کوئی خلل پایا جاتا ہو، متبادل ماں یعنی دوسری بیوی کو وسیلہ بنا کر، جیسا کہ ہم نے اس کو ترجیح دی، بانجھ پن کی بعض قسموں کا علاج کرنا شرعی علاج سمجھا جائے گا، اور طبی علاج اس قضیہ سے متعلق شرعی حق ہے جب تک کہ اس عمل میں کوئی تیسرا اجنبی غیر شرعی پہلو داخل نہ ہو، اس مسئلہ کی شرعی صورت یہ ہے کہ بانجھ پن ایک مرض ہے، اور شریعت نے مرض کے علاج کی اجازت دی ہے، حدیث نبوی ﷺ میں دوا علاج کرانے کی ترغیب دی گئی ہے، رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: "تداووا عباد اللہ" (اے اللہ کے بندو، دوا علاج کیا کرو) (۵۵)، دوا علاج کرانے کے سلسلہ میں احادیث کثرت سے وارد ہیں، افزائش نسل اور نسل کی بقا انسان کی بنیادی ضروریات میں سے ہے، اور افزائش نسل پر کسی انسان کا تعاون کرنے میں اللہ تعالیٰ کے ارادہ کی مخالفت نہیں ہوتی ہے، اسے یہ حق ہے کہ ہر ممکن ذریعہ سے اسے حاصل کرے، بس یہ کہ شرعی حدود وضوابط سے تجاوز نہ کرے، اللہ تعالیٰ کے ارادہ کی مخالفت اس وقت ہوگی جب غیر مشروع طریقہ کا سہارا لیا جائے مثلاً

علم وفن میں حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی ثانی نہیں : (محدث ابوزرعہ)

غیر زوجین کے انڈے یا نطفہ کو منتقل کیا جائے، یا بغیر شرعی عقد نکاح کے کسی اجنبی عورت کے رحم کا استعمال کیا جائے۔

دوسری بیوی کے رحم کے ذریعہ افزائش نسل کی اباحت صرف ضرورت کے پیش نظر ہے، استثنائی طور پر اسے مباح قرار دیا گیا ہے، اور ضرورت کے بقدر ہی اس کو حیثیت دی جائے گی (۵۶)۔ حالات کے مطابق ایک بچہ یا دو بچے پر اضافہ اس ضرورت کے دائرہ سے خارج ہے جو اس حرام کو مباح قرار دینے کی اساس ہے۔

نیز اس قضیہ کے سلسلہ میں میری رائے یہ ہے کہ: ایسے مسلم ممالک جو یہ چاہتے ہیں کہ ان کے قوانین اسلامی شریعت کے موافق ہوں، ان کی طرف سے متبادل ماں کے مسئلہ کی تحدید سے متعلق قانون کی تجویز بنائی جائے، تا کہ جو حضرات اس مسئلہ کے حل کی خواہش رکھتے ہیں ان کے لئے یہ معاملہ واضح ہو کر سامنے آئے، اور ہر فریق کو اس کے حقوق و واجبات معلوم ہو جائیں، اور اس نزاع کا خاتمہ ہو جو مختلف فریقوں کے درمیان مستقبل میں پیش آ سکتا ہے۔

وآخر دعوانا أن الحمد للہ رب العالمین۔

حواشی

۱۔ دیکھئے: الہندسۃ الوراثیہ والاخلاق: ناہدۃ البقصمی، ص/ ۱۸۴، طبع عالم المعرفۃ کویت، جون ۱۹۹۳ء۔

۲۔ الطب اسلامی: ڈاکٹر احمد شرف الدین ۳۹۱/۳، فقہ النوازل: بکر عبد اللہ ابو زید ۲۴۶/۱ مؤسسۃ الرسالۃ، طبع اول۔

۳۔ اس طریقہ کو مختلف نام دیا گیا ہے لیکن سب کا معنی ایک ہے، مثلاً: الحاضنۃ، الرحم المستأجر، الام بالوکالۃ، البطن المستأجرۃ، الرحم الظئر، المضیفۃ الأم الکاذبۃ، شتل الجنین، الام المستأجر، الرحم المستعار، الأم بالانابۃ لیکن الأم البدیلۃ اور الرحم المستعار یہ دونوں الفاظ زیادہ رائج ہیں، الرحم المستاجر کا اطلاق تغلیباً ہوتا ہے، اس لئے کہ اس جیسے عمل اکثر عوض کے بدلہ انجام پاتے ہیں۔

۴۔ لے پالک اور متبادل ماں کے ذریعہ پیدا شدہ بچہ کے درمیان فرق یہ ہے کہ پہلے والے بچہ کا

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ: امام مالک اور سفیان بن عیینہ نہ ہوتے تو حجاز سے علم رخصت ہو جاتا

گود لینے والے والدین سے کوئی بایولوجیکل تعلق نہیں ہوتا، لیکن دوسرے میں والدین کے موروثی صفات منتقل ہوتے ہیں، اور مرد کے نطفہ اور عورت کے بویضہ پر مشتمل جنسی صفات کا حامل ہوتا ہے۔

۵۔ دیکھئے: الموسوعۃ العربیۃ العالمیۃ ۱۶/ ۳۲۴، سعودیہ، موسسۃ اعمال الموسوعۃ العربیۃ ۱۹۹۶ء۔

۶۔ دیکھئے: جریدۃ ''المسلمون'' ۲۸ مارچ ۱۹۹۷ء، شمارہ: ۶۳۴، عنوان: وکالت لتأجیر الأرحام وشتل الجنین۔

۷۔ رحم اجرت پر لینے کا خرچہ ناقابل برداشت حد تک ہے، کبھی کبھی اس کا خرچ پچاس ہزار ڈالر سے بھی زائد ہوتا ہے، طے شدہ رقم کا اکثر حصہ یہ کمپنیاں لے لیتی ہیں، اور بہت معمولی مقدار متبادل ماں کے حصہ میں آتی ہے۔ دیکھئے: جریدہ ''المسلمون'' حوالہ سابق، امریکن یونیورسٹی قاہرہ کے شعبہ سماجیات کی استاذ ڈاکٹر مدیحہ صفی کی رائے۔

۸۔ مغربی فقہ کا ایک رجحان استیجار رحم کو حرام قرار دیتا ہے، اس وجہ سے کہ ایک فریق کا اس میں استحصال ہوتا ہے، خواہ دوسرے فریق کو مجبور کر کے ہو، یا اس کی رضامندی سے ہو۔ یہ رجحان وارنک (Wernok) کمیٹی کا ہے جو برطانیہ کی ایک طبی اخلاقی کمیٹی ہے، جو اس عمل کو دوسروں کے حق میں ایک طرح کا استحصال تصور کرتی ہے، اور خارجی کاشت کے عمل میں کسی تیسرے فریق کی دخل اندازی کو روکنے کی وصیت کرتی ہے۔

دیکھئے: الہندسۃ الوراثیۃ والاخلاق: ناہدۃ البقصمی / ص ۱۸۷، حوالہ سابق۔

۹۔ مسز کوتن نام کی ایک متبادل ماں نے اس کا اظہار کیا کہ اس نے اس اہم کام کو انجام دینے کی ہامی اس لئے بھر لی کہ وہ مال حاصل کر لے اور اس کے ذریعہ وہ اپنے گھر کے پردے بدل سکے اور نیا سامان لا سکے۔ ناہدہ البقصمی / ص ۱۸۷، حوالہ سابق۔

۱۰۔ قضایا طبیۃ معاصرۃ فی ضوء الشریعۃ الاسلامیۃ ۱/ ۲۰، دار البشیر ۱۹۹۵ء۔

۱۱۔ دیکھئے: جریدہ ''المسلمون'' حوالہ سابق، الہیئۃ الطبیۃ بعیادات الحرس الوطنی جدہ کے رکن ڈاکٹر حمزہ کی رائے۔

۱۲۔ اس رجحان کی نمائندگی جینٹکس کے عالم ''سنجر'' کرتے ہیں، ناہدۃ بقصمی: حوالہ سابق / ص ۱۸۴۔

کیا آپ کو معلوم ہے کہ: ☆ قانونِ شریعت ہی کا دوسرا نام فقہِ اسلامی ہے ☆

۱۳۔ بقصمی: حوالہ سابق/ص ۱۸۰۔

۱۴۔ فقہ اکیڈمی جدہ کے پانچویں اجلاس ۱۴۰۲ھ، ساتویں اجلاس ۱۴۰۴ھ اور آٹھویں اجلاس ۱۴۰۵ھ کے فیصلے ، الانجاب فی ضوء الاسلام کے عنوان سے المنظمة الاسلامية للعلوم الطبية کویت کا سمینار، منعقدہ ۱۴۰۳ھ مئی ۱۹۸۳ء ، مجمع الفقه الاسلامی کے تیسرے سمینار کے مباحث ،منعقدہ اکتوبر ۱۹۸۶ء اردن، القضايا الخلقية الناجمة فی التحكم فی تقنيات الانجاب کے عنوان سے مراکش اکیڈمی اغادیر کا سمینار ،منعقدہ نومبر ۱۹۸۶ء الطبیب أدبہ وفقہہ: ڈاکٹر محمد علی البار اور ڈاکٹر زہیر السباعی ، دار القلم بیروت ۱۹۹۳ء۔

۱۵۔ ان تمام صورتوں میں سب سے کریہہ صورت یہ ہے کہ کسی ذی رحم محرم میں لقیحہ کی کاشت کی جائے ،''الفتاة التی ولدت شقيقا لها'' کے عنوان سے اخبارات نے ایک خبر شائع کی جس کا حاصل یہ ہے کہ ایک ۴۸ سالہ بیوی کو حمل نہیں ٹھہر رہا تھا اور اس کا جوان شوہر اس سے اولاد کا خواہشمند تھا، اسکے لئے اس عورت کی بیٹی ''جیوفین'' رضا کارانہ طور پر تیار ہوگئی کہ وہ اپنی ماں کے جنین کو اپنے رحم میں رکھے گی ،چنانچہ اٹلی میں ایک ڈاکٹر نے ماں سے بویضہ نکالا اور اسے اس کے شوہر کے نطفہ سے بار آور کیا ، اور اس بار آور شدہ بویضہ کو بیٹی ''جیوفین'' کے رحم میں کاشت کیا گیا، جس کے نتیجہ میں اس نے ایک بچہ کو جنم دیا ، وہ بچہ درحقیقت باعتبار اصل اس کا بھائی ہوا،''جیوفین'' کا اپنے بیٹے یا اپنے بھائی کو جنم دینے پر ویٹکن کا ردعمل یہ تھا کہ ''جیوفین'' اس کی والدہ اور طبیب نے آسمانی اور بشری شریعت سے تجاہل برتا۔ مجلّہ ''البلاغ'' ص ۴۷ جنوری ۱۹۹۰ء مجلّہ ''الاسرة''/ص ۱۸ سلطنت عمان ،۲۳ اگست ۱۹۸۹ء۔

۱۶۔ مجلّہ ''العربی''، شمارہ: ۲۳۲، ربیع الاول ۱۳۹۸ھ، عنوان: رد فقہی علی تساؤلات قضايا علمية منتظر أحكامها الشرعية ، ثبوت النسب ، دراسة مقارنة: ڈاکٹر یسین الخطیب/ص ۳۲، دار البیان العربی جدہ، طبع اول ۱۹۸۷ء مجلّہ ''البلاغ'' کویت ، شمارہ: ۴۸۶، ۴۸۷، اور دیکھئے: الانجاب فی ضوء الاسلام/ص ۱۶۸۔۱۶۹۔

۱۷۔ یہ واقعہ پیش آچکا ہے کہ ایک مالدار جوڑا تلقیح کا خارجی مصنوعی اسکیم یعنی ٹیوب بے بی اسکیم کے ذریعہ بچہ پیدا کرنے کے لئے آسٹریلیا گیا ، پہلی کوشش جب ناکام ہوگئی تو دونوں میاں بیوی امریکہ کے لئے واپس ہو گئے ، جب کہ ڈاکٹروں نے (توتہ) یعنی منجمد جنین کے مرحلہ میں

دوبارآورشدہ بویضے یعنی دو منجمد جنین کو منوی بینک میں محفوظ کرلیا کہ وہ دونوں کسی قریبی وقت میں دوبارہ لوٹ کر آئیں گے، لیکن یہ ہوا کہ ان کا جہاز گرا اور اس حادثہ میں دونوں میاں بیوی مرگئے، ترکہ میں انہوں نے بہت سارا مال چھوڑا، اور ان کا کوئی وارث بھی نہیں تھا، معاملہ آسٹریلیا کی عدالت میں پہنچا جس نے متبادل ماں کے ذریعہ جنین کی افزائش کا فیصلہ سنایا، یہ واقعہ ۱۹۸۴ء کا ہے، اور بالفعل بچہ کی ولادت عمل میں آئی۔ نیوز ویک، ۱۸ مارچ ۱۹۸۵ء، یہ واقعہ ''اخلاقیات التلقیح الاصطناعی'' سے منقول ہے: ڈاکٹر محمد علی الباری/ص ۱۰۳، الدار السعودیہ، طبع اول ۱۹۸۷ء۔

۱۸۔ سنن ابو داؤد ۲/۲۷۹، مطابع المجد قاہرہ، مصنف عبدالرزاق ۷/۴۵۲، المکتب الاسلامی بیروت۔

۱۹۔ دیکھئے: مجمع المجلس الفقہی الاسلامی کے پہلے اجلاس سے آٹھویں اجلاس ۱۹۸۵ء تک کے فیصلے، /ص ۱۵۰۔۱۵۱۔

۲۰۔ دیکھئے: ڈاکٹر محمد علی البار اور ڈاکٹر عبداللہ باسلامہ کی رائے، مجلۃ المجمع الفقہی ۱/۴۹۸۔

۲۱۔ دیکھئے: شیخ صدیق الضریر کی رائے، مجلّہ مجمع الفقہ الاسلامی ۱/۴۹۹۔

۲۲۔ جو لوگ اس صورت کے جواز کے قائل ہیں ان میں المجمع الفقہی اکثریت کے ساتھ اپنے ساتویں سمینار ۱۴۰۴ھ، استاذ عبدالقادر عماری (قطر میں محکمہ شرعیہ کے سابق قاضی)، ڈاکٹر علی محمد یوسف محمدی (قطر یونیورسٹی میں شریعت اسلامیہ کے استاذ) اور مجمع الفقہ الاسلامی کے رکن استاذ محمد علی تسخیری وغیرہ، دیکھئے: ثبوت النسب: ڈاکٹر علی محمد یوسف محمدی/ص ۳۷۵، مجلّہ المجمع الفقہی ۱/۳۷۸، ۳۵۷، عدد ثالث ۱/۴۹۸، اور ''من هي الأم؟'' کے عنوان کے تحت ہوئے مناقشہ میں ڈاکٹر محمد علی البار کی اس صورت کے سلسلہ مین رائے، مجلّہ المجمع الفقہی، شمارہ ۱/۳۰۰۔۳۰۷۔

۲۳۔ قضایا طبیۃ معاصرۃ فی ضوء الشریعۃ الاسلامیۃ ۱/۸۱، دارالبشیر 1995ء۔

۲۴۔ دیکھئے: اخلاقیات التلقیح الصناعی/ص ۲۵، مصدر سابق۔

۲۵۔ ابو داؤد، کتاب الأدب، باب فی الرجل یستعیذ من الرجل، حدیث: ۵۰۱۹، الادب المفرد للبخاری، حدیث: ۲۱۶، المستدرک للحاکم ۱/۶۱۲، حاکم نے اسے صحیح کہاہے، ذہبی نے بھی حاکم

علم وفن میں حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی ثانی نہیں : (محدث ابوزرعہ)

کی موافقت کی ہے، مسند احمد ۶۸/۲-۹۹، ابو داؤد، کتاب الزکوۃ، باب عطیۃ من سأل باللہ، حدیث: ۱۶۷۲، اور سنن نسائی، کتاب الزکاۃ، باب من سأل باللہ، حدیث: ۲۵۶۸ میں ''من صنع الیکم ۔۔۔'' کے الفاظ آئے ہیں اور حدیث دونوں الفاظ کے ساتھ صحیح ہے۔

۲۶۔ بخاری، باب غزوۃ طائف ۱۵۷/۱۶، المطبعۃ البہیۃ ۱۳۵۶ھ، صحیح مسلم، کتاب الایمان ۷۹/۱، حدیث: ۱۱۳-۱۱۵، باب بیان حال ایمان من ترغب عن أبیہ وہو یعلم، رقم: ۲۷۔

۲۷۔ موضوع النسب فی الشریعۃ والقانون: ڈاکٹر احمد حمد / ص ۲۸۷ اور آگے کے صفحات، دار القلم کویت، طبع اول ۱۹۸۳ء۔

۲۸۔ اس فریق میں ڈاکٹر محمد نعیم یسین، ڈاکٹر عبد الحافظ حلمی، ڈاکٹر مصطفیٰ زرقاء، ڈاکٹر زکریا البری، اردن یونیورسٹی میں کلیۃ الشریعۃ کے صدر ڈاکٹر محمد سرطاوی اور دوسرے حضرات ہیں، دیکھئے: مجلۃ المجمع الفقہی، عدد ثانی ۲۸۵/۱۔

۲۹۔ مجلۃ المجمع الفقہی الاسلامی، دوسرا اجلاس / ص ۳۰۰،

۳۰۔ مجلہ العربی کویت، شمارہ: ۲۴۲، ص / ۴۲، ثبوت النسب: ڈاکٹر یسین الخطیب / ص ۳۱۷، دار البیان العربی جدہ، طبع اول ۱۹۸۷ء۔

۳۱۔ ثبوت النسب: یسین الخطیب، مصدر سابق / ۳۱۷۔

۳۲۔ اکثر محققین کی رائے یہی ہے، دیکھئے: دوسرے سمینار کا مجلۃ المجمع الاسلامی / ص ۳۰، شیخ عبد اللہ بن زید آل محمود کا ریسرچ پیپر: الحکم الاقناعی فی ابطال التلقیح الصناعی / ص ۹، ثبوت النسب: ڈاکٹر علی محمد یوسف المحمدی، ص / ۳۷۷، مطبوعہ علی الرونیو، سپریم کورٹ ریاض کے قاضی شیخ محمد الخضری کی رائے: جریدۃ المسلمون، شمارہ: ۶۳۴۔

۳۳۔ اس سلسلہ میں ڈاکٹر یوسف قرضاوی نے اچھی بحث کی ہے، تفصیل کے لئے دیکھئے ان کی کتاب: ''الاسلام حضارۃ الغد'' ص / ۵۵، مکتبہ وہبہ۔

۳۴۔ دیکھئے: المبسوط للسرخسی ۵۳/۷، طبع دوم، دار المعارف بیروت، بدائع الصنائع للکاسانی ۲۷۷/۶، دار الکتاب العربی، ابن عابدین ۳۰۵/۸، ۴۶۴/۵، طبع دوم ۱۳۸۶ھ، مصطفیٰ البابی الحلبی، البحر الزخار للامام المہدی لدین اللہ احمد بن یحیی المرتضی ۲۶۱/۴، ۹/۶، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، المغنی لابن قدامہ ۷۹/۸، ۱۲۷/۶، مطابع سجل العرب قاہرہ ۱۳۸۹ھ، المجموع شرح

☆☆☆ اتحاد امت وقت کی اہم ضرورت ہے ☆☆☆

المہذب (تکملہ) ۹۴۴/۱۸، المکتبہ السلفیہ مدینہ منورہ۔

۳۵۔ دیکھئے: شیخ علی طنطاوی کی رائے، جریدۃ القبس، بتاریخ: ۱۹۹۵/۱۱/۱۷ء، ص/۸، عنوان الانابیب۔ ہل یعتبر تحدیاً لارادۃ اللہ؟

۳۶۔ بخاری بہامش فتح الباری ۴۱۷/۱۱، مسلم بہامش النووی ۱۹۲/۱۶، نیز دیکھئے: قضایا طبیۃ معاصرۃ فی ضوء الشریعۃ الاسلامیۃ ۹/۱، مصدر سابق، اور دیکھئے: ڈاکٹر احمد شوقی کا ریسرچ پیپر، مجلۃ المجمع الفقہی الاسلامی ۲۸۵/۱، ۱۹۸۶ء

۳۷۔ فقہ النوازل: ڈاکٹر بکر ابوزید عبداللہ/ص ۲۵۰، مؤسسۃ الرسالہ، طبع اول ۱۹۹۶ء۔

۳۸۔ التفسیر المنیر: ڈاکٹر وہبہ زحیلی ۹/۲۸، دارالفکر دمشق، طبع اول ۱۹۹۱ء۔

۳۹۔ دیکھئے: المستصفی من علم الاصول: ابو حامد الغزالی ۳۷/۲، دار احیاء التراث العربی بیروت، طبع اول ۱۹۹۷ء۔

۴۰۔ ایک دوسرا ملاحظہ بھی ہے جو توجہ کے قابل ہے، وہ یہ کہ اصولیین نے اپنے اصولی مفردات میں علت اور اس کے اجزاء کی عددیت کے مسئلہ پر کلام کیا ہے، ان میں سے اکثر حضرات علت کی عددیت کا اثبات کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ علت کے کئی اجزاء ہیں، مثلاً قصاص والے قتل کے بارے میں کہتے ہیں کہ علت اس میں عمداً اور ظلماً قتل کا ہونا ہے، چنانچہ علت یہاں مرکب ہے بسیط نہیں، اور علت مرکبہ پر حکم اسی وقت مرتب ہوگا جبکہ اس علت کے تمام اجزاء مکمل طور پر پائے جائیں، ہمارا قضیہ بھی اس مسئلہ سے بہت زیادہ مشابہ ہے، کیونکہ علت یہاں پر بھی دو جزو سے مرکب ہے، اور وہ جنین اور بویضہ کی ولادت ہے، لہذا حکم دونوں جز کے پائے جانے سے متحقق ہوگا نہ کہ کسی ایک جز کے پائے جانے سے، لیکن چونکہ نسب کے اندر حمل والے پہلو کی بہ نسبت موروثی صفات والا پہلو زیادہ قوی ہوتا ہے اس لئے ہم نے بویضہ والی عورت اور اس کے شوہر کے نسب کو رحم والی عورت پر ترجیح دی ہے۔

۴۱۔ دیکھئے: المجمع الفقہی الاسلامی کے گیارہویں سمینار کے فیصلے، منعقدہ بتاریخ ۲۶ فروری ۱۹۸۹ء، نیز دیکھئے: فقہ الضرورۃ وتطبیقاتہ المعاصرۃ۔ آفاق وابعاد: ڈاکٹر عبد الوہاب ابراہیم ابو سلیمان/ص ۱۹۰۔

۴۲۔ المصباح المنیر میں ہے: "الولد للفراش" أی للزوج، میاں بیوی میں سے ہر ایک کو ایک

دوسرے کا فراش کہا جاتا ہے جس طرح ان دونوں میں سے ہر ایک کو ایک دوسرے کا لباس کہا گیا ہے۲/۵۶۲، دیکھئے: المصباح المنیر فی غریب الشرح الکبیر للرافعی، تقسیم کار: دار الباز،
اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے، کتاب الرضاع، باب الولد للفراش وتوقی الشبہات، حدیث :۱۴۵۷(۱۰۸۰/۲)، اور یہ بخاری کی ایک حدیث کا بھی جز ہے، کتاب الوصایا، حدیث :۵۲۹۴، (۱۰۰/۳)، موطا میں بھی یہ حدیث موجود ہے، کتاب الاقضیہ، حدیث :۲۰ (۷۳۹/۲)۔

اس حدیث کے پیش نظر فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ فراش ثبوت نسب کا ایک سبب ہے، دیکھئے: سبل السلام للصنعانی ۲۱۰/۳، نیل الاوطار للشوکانی ۳۱۳/۶، مطبعہ مصطفیٰ البابی الحلبی مصر، جدید ایڈیشن، معانی الآثار للطحاوی مع حاشیہ۱۰۲/۳۔

امام نووی لکھتے ہیں :العاہر: ہوالزانی، ''وللعاہر الحجر'' کا معنی یہ ہے کہ اس کے لئے ناکامی ہے، اور لڑکے میں اس کا کوئی حق نہیں ہے، صحیح مسلم مع شرح النووی۳۷/۱۰، اس حدیث کی بنیاد پر فقہا کا کہنا ہے کہ زانی سے لڑکے کا نسب ثابت نہیں ہوگا، بچہ مرد سے ملحق نہیں ہوگا، عورت سے ملحق کیا جائے گا جبکہ وہ اس کو جنم دے، بچہ اپنی ماں کا وارث ہوگا اور ماں اس بچہ کی وارث ہوگی، دیکھئے: المغنی لابن قدامہ ۲۶۶/۶، مطابع سجل العرب قاہرہ ۱۳۸۹ھ، شرح منتہی الارادات للبہوتی ۳۲۰/۳، دارالجیل ۱۳۸۱ھ، المبسوط للسرخسی ۱۵۴/۷، دارالمعارف بیروت، المفصل فی احکام المراۃ: ڈاکٹر عبدالکریم زیدان ۳۸۱/۹۔

۴۳۔ مجلۃ المجمع الفقہی ۳۱۸/۱، الحکم الاقناعی فی ابطال التلقیح عبداللہ بن زید آل محمود/ص ۹۔

۴۴۔ زمعہ کے ورثاء میں عبد اور ام المومنین سودہ تھیں، زمعہ کی ایک باندی تھی، عتبہ اس کے پاس جایا کرتے تھے جس کی وجہ سے اس باندی کو حمل ٹھہر گیا، اور عبدالرحمٰن کو جنم دیا، اس بچہ میں عتبہ کی شباہت تھی، تو عتبہ کو یہ گمان گزرا کہ یہ بچہ ان کا ہی ہے، چنانچہ انہوں نے اپنے بھائی سعد کو یہ ذمہ داری دی کہ وہ اس بچہ کو اپنے ساتھ رکھ لیں، کیونکہ دور جاہلیت میں معاملہ کی بنیاد یہی ہوتی تھی، اور جاہلیت میں لوگ زانیوں سے بھی نسب جوڑتے تھے اگر زانی اس بچہ کا دعوی کرتا، جس طرح معاملہ نکاح میں ہوتا ہے، لہذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جاہلیت کے فیصلہ کو باطل قرار دے دیا اور اس بچہ کے نسب کو زمعہ سے جوڑ دیا۔ فتح الباری ۱۵۸/۲۵، مکتبۃ الکلیات

الأزہریہ ۱۹۷۸ء۔

۴۵۔ المغنی لابن قدامہ ۹/۴۲،۵۲، مکتبہ قاہرہ ، المہذب للشیرازی ۲/۱۲۱، مطبعہ عیسی الحلبی ، مغنی المحتاج للشربینی ۳/۲۷۳، مطبعہ مصطفی الحلبی ، البحر الزخار : احمد بن المرتضی ۴/۱۴۲، مؤسسۃ الرسالہ بیروت، مجمع الأنہر : داماد آفندی ۱/۴۹۶، دار احیاء التراث العربی ۱۳۱۶ھ۔ دیکھئے: زاد المعاد : ابن القیم ۴/۲۲۶، مکتبہ النجاح لیبیا ، نیز دیکھئے : منتہی الارادات ۲/۳۴۱، دار الجیل مصر ۱۳۸۱ھ، کشاف القناع للبہوتی ۵/۴۷۱، مطبعہ الحکومۃ مکہ مکرمہ ۱۳۸۴ھ۔

۴۶۔ کتاب التحفۃ مع حاشیہ الشروانی میں ہے: اگر عورت حاملہ ہے اور مرد کو معلوم ہے کہ بچہ اس کا نہیں ہے تو اس کی نفی کرنا اس پر واجب ہوگا ، ورنہ اس کے سکوت کی وجہ سے بچہ ایسے شخص سے منسوب ہوگا جس سے بچہ نہیں ہے، اور یہ ممنوع ہے، اسی طرح ایسے وقت مرد کا خاموش رہنا حرام ہوگا جبکہ بچہ اسی سے ہو،۔۔۔(۸/۲۱۳)

۴۷۔ تفصیل کے لئے دیکھئے: ڈاکٹر یوسف قرضاوی کی رائے ، جریدہ المسلمون، شمارہ: ۶۳۴۔

۴۸۔ یہ رائے المجمع الفقہی الاسلامی مکہ اور دوسرے حضرات کی بھی ہے جن میں شیخ مصطفی زرقاء، ڈاکٹر محمد نعیم یسین ، ڈاکٹر عبدالحافظ حلمی اور ڈاکٹر جمیل شامل ہیں، مجلہ الرسالۃ الاسلامیۃ، شمارہ: ۲۳۰، ص/۸، التلقیح الصناعی : ڈاکٹر محمد علی البار، ص/۱۳، ۲۸۔

۴۹۔ مجلہ العربی شمارہ : ۲۴۴، ڈاکٹر عبدالمحسن کا مقالہ ، عنوان :الاخصاب خارج الأرحام ، ندۃ الانجاب، ص/۲۱۔

۵۰۔ دیکھئے: قضایا طبیہ معاصرۃ ۱/۲۰، مصدر سابق ، اخلاقیات التلقیح الصناعی ، ص/۱۴۰، مصدر سابق ، یہ رائے شیخ بدر المتولی عبد الباسط کی ہے۔

۵۱۔ مجلہ المجمع الفقہی ۱/ ۸۴، ندوۃ الانجاب، /ص ۲۱۔

۵۲۔ ڈاکٹر بکر ابوزید، احکام المرأۃ الحامل سے نقل کیا گیا ہے، ص/۱۵۵۔

۵۳۔ مصدر سابق۔

۵۴۔ دیکھئے: جریدۃ المسلمون ، شمارہ: ۶۴۳، ۲۸ مارچ ۱۹۹۷ء۔

۵۵۔ سنن ابو داؤد ۴/۳، سنن ترمذی ۴/ ۳۸۳، سنن ابن ماجہ ۲/۱۱۲۷، صحیح بخاری مع فتح الباری ۱۰/۱۱۳، صحیح مسلم مع شرح النووی ۱۴/۱۹۱۔